REGD L. No. 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل لاہور

شرح چندہ
سالانہ ۲۱ روپے
ششماہی ۱۱ "
سہ ماہی ۶ "
ماہوار ۲½ "

فی پرچہ ۱

یوم سہ شنبہ
۸ نبوت ۱۳۲۸ ہش

نمبر ۲۵۵ | ۱۵ محرم ۱۳۶۹ھ | ۸ نومبر ۱۹۴۹ء | جلد ۳

صوبہ سندھ کی نئی وزارت نے حلف وفاداری اُٹھالیا

کراچی ۷ نومبر۔ آج حکومت سندھ کے سابق وزیراعظم نے ازسرنو اپنی کابینہ کی تشکیل کی۔ جس نے دن کے بارہ بجے کے قریب حلف وفاداری اٹھایا۔ مسٹر یوسف ہارون نے اپنی پہلی کابینہ کی طرف سے استعفٰی گورنر کے روبرو آج صبح پیش کیا تھا۔ گورنر سندھ نے اسے منظور کرتے ہوئے مسٹر یوسف ہارون کو ازسرنو تشکیل کابینہ کی دعوت دی۔ نئے کابینہ کے نام یہ ہیں۔ مسٹر یوسف ہارون (داخلہ وخزانہ) مسٹر غلام علی تالپور (مال) میاں میراں محمد شاہ (مہاجرین آبادکاری) حاجی مولا بخش تعلیم وخوراک وسول سپلائز۔ پہلے کابینہ کے تین وزراء جن کی بجائے نئے ارکان شامل کئے گئے ہیں یہ ہیں میر بندے علی تالپور، سید نور محمد شاہ اور قاضی فضل اللہ۔ حاجی مولا بخش چونکہ آج کراچی سے باہر تھے۔ لہٰذا وہ حلف نہ اٹھاسکے مسٹر یوسف ہارون نے تشکیل کابینہ کے بعد ایک بیان میں کہا۔ وزارتوں میں یہ ردوبدل صوبے کی بہبود کے پیش نظر کیا گیا ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ میری نئی وزارت کو مسلم لیگ پارٹی کی پوری پوری تائید حاصل ہوگی۔ اور وہ صوبے کے نظم ونسق کے سلسلے میں میری حکومت کی پوری حمایت کرے گی ؛

۱۹ سکھ گرفتار کرلئے گئے

نئی دہلی ۷ نومبر۔ اگلے دن جب جلوس نکلنے کے سوال پر پولیس اور سکھوں میں تصادم ہوگیا۔ تو پولیس نے ۱۹ سکھوں کو گرفتار کرلیا۔ سکھ مصر تھے کہ وہ پہلے کی طرح باباگورونانک کے یوم ولادت پر ضرور جلوس نکالیں گے۔ ان گرفتاریوں کے بعد سکھوں نے اگلے دن بھی احتجاج کے طور پر جلوس نہ نکالا اب بھی ہر مقام پر پولیس کا کڑا پہرہ متعین ہے ؛

مختصر ــــ لیکن ــــ اہم

ــ جالندھر ۷ نومبر۔ مشہور اکالی لیڈر بابا کھڑک سنگھ نے دہلی میں سکھوں کے جلوس پر گولی چلانے کے حادثے کی غیر جانبدارانہ تحقیقات کا مطالبہ کیا ہے۔

ــ بمبئی ۷ نومبر۔ آج راشٹریہ سیوک سنگھ اور سوشلسٹ پارٹی کے مظاہرین میں فساد ہوتے ہوتے رہ گیا کہ پولیس عین وقت پر آپہنچی۔ سوشلسٹوں نے سیاہ جھنڈیوں کا مظاہرہ راشٹریہ گورو گوالکر کی آمد پر کیا تھا۔

ــ قاہرہ ۷ نومبر۔ آج عراق کے وزیراعظم نوری السعید پاشا نے وزارت عظمٰے سے استعفٰے دے دیا۔ آپ نے گزشتہ جنوری میں یہ عہدہ سنبھالا تھا۔

ــ کراچی ۷ نومبر۔ آج ۱۹۱۷ء کے انقلاب روس کی ۳۲ ویں سالگرہ منائی گئی۔

پاکستان کی خارجہ پالیسی

کراچی ۷ نومبر۔ روس کے لئے نامزد پاکستانی سفیر مسٹر شعیب قریشی نے آج کراچی میں تقریر کرتے ہوئے پاکستان کی خارجی پالیسی آج تک اس اصول کی کاربند رہی ہے۔ اور رہے گی کہ دوسرے ملکوں سے برابری پر پُرامن اور دوستانہ تعلقات قائم رکھے۔ پاکستان دنیا کے تمام ملکوں سے اور خاصکر سوویٹ یونین سے دوستانہ تعلقات استوار کرنا چاہتا ہے۔ روس پاکستان کی ایک ہمسایہ طاقت ہے۔ جسے عالمگیر امن کے قیام کے سلسلہ میں ایک نہایت ہی اہم عنصر کی حیثیت حاصل ہے۔ لہٰذا اس دوستانہ تعلقات کے اقدام کی جسارت پاکستان کا ایک نہایت ہی منصفانہ اور دانشمندانہ اقدام ہے ؛

ــ کراچی ۷ نومبر۔ فارس کی بندرگاہ خرم شہر میں پاکستانی قونصل خانے کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ خرم شہر بصرہ سے ۲۰ میل مشرق کی طرف واقع ہے۔

اخبار احمدیہ

رتن باغ لاہور ۷ نبوت۔ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز دو بجے بعد دوپہر بذریعہ کار ربوہ تشریف لے گئے۔ حضور کے ہمراہ سیدہ ام متین صاحبہ حرم ثالث اور دو صاحبزادیاں اور صاحبزادہ مرزا طاہر احمد اور ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب بھی گئے ہیں۔ دیگر عملہ چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ قائمقام پرائیویٹ سیکرٹری کی قیادت میں دو گھنٹہ بعد بذریعہ لاری روانہ ہوا۔ یہ گویا ربوہ کی مستقل رہائش کی تکمیل کا دن تھا۔

ــ حضرت ام المومنین اطال اللہ ظلہا ربوہ سے دو روز کے قیام کے لئے لاہور تشریف لائی ہیں۔

ــ محترم نواب عبداللہ خان صاحب کی صحت کے متعلق اطلاع مظہر ہے کہ [illegible] میں ابھی Congestion خفیف سی باقی ہے۔ شام کو ہلکا ٹمپریچر ابھی ہوجاتا ہے۔ اور پسینے آتے ہیں احباب نواب صاحب موصوف کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں ؛

آقائے فلسفی کا لاہور میں ورود

لاہور ۷ نومبر۔ ایران کے آقائے علامہ فلسفی لاہور میں ۳ دن کے قیام کے لئے ۱۱ نومبر کو ۹½ بجے والٹن کے ہوائی اڈے پر اتریں گے۔ آپ کے ہمراہ طہران کے جریدہ پرچم اسلام کے مدیر آقائے ڈاکٹر فاروقی بھی ہوں گے۔

حضوری باغ کے دروازے کا افتتاح

لاہور ۷ نومبر۔ فیصلہ کیا گیا ہے کہ مغربی پنجاب کے گورنر لاہور قلعہ کے حضوری باغ والے دروازے کا افتتاح ۱۳ نومبر کو اڑھائی بجے فرمائیں گے۔ ہزایکسیلنسی نماز جمعہ بادشاہی مسجد میں ادا کرنے کے بعد رسم افتتاح ادا فرمائیں گے۔ مدعو حضرات کے لئے نشستوں کا علیحدہ انتظام ہوگا۔ اور عام پبلک حضوری باغ سے ساری تقریب کا نظارہ کریں گے۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ یہ دروازہ شاہ عالمگیر نے ۱۶۷۳ء بعد از مسیح میں تعمیر کیا تھا۔ ۱۸۴۱ء میں مہاراجہ شیر سنگھ نے ۱۲ توپوں کا رخ اس دروازے کی طرف کرکے قلعہ پر قبضہ کرلیا تھا۔ ۱۸۴۶ء میں برطانوی فوجوں نے اس پر دوبارہ قبضہ کیا۔ اور ۱۸۵۳ء میں حضوری باغ کے پہلے دروازے کو بند کردیا گیا۔ اس وقت سے لے کر آج تک یہ دروازہ بند رہا۔ اہالیان لاہور کا ۱۸۵۳ء سے لے کر آج تک یہی خیال رہا ہے۔ کہ یہ دروازہ اس وقت دوبارہ کھلے گا۔ جب مسلمانوں کو از سر نو عروج حاصل ہوگا۔

محافظ جائداد کی پیش از وقت اجازت کے بغیر حصول اور منافعوں کا انتقال بند

بین المستعمراتی معاہدے کی خلاف ورزی کا شاخسانہ

لاہور ۷ نومبر۔ مغربی پنجاب میں متروکہ املاک کے محافظ جائداد کے نوٹس میں یہ بات لائی گئی ہے۔ کہ بین المستعمراتی معاہدہ کی شرائط کے خلاف ورزی کرتے ہوئے ہندوستانی حکام نے مسلم مہاجرین کے حصص ان کی منتقلی اور ایسے حصول کے منافعوں کی ادائیگی پر پابندی لگادی گئی ہے۔ کہ وہ محافظ جائداد کی پیش از وقت اجازت لئے بغیر نہیں ادا ہونگی۔ لہٰذا تمام متعلقہ اشخاص کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ وہ پاکستان کی کمپنیوں میں غیر مسلم تارکین وطن کے جو حصص اور ضمانتوں اور حصص کے منافعہ جات پر یہاں بھی وہ پابندی لگادی گئی ہے۔ اب یہاں بھی محافظ جائداد کی پیش از وقت اجازت حاصل کرنا ضروری ہے۔ بغیر پیش از وقت اجازت شدہ کے حصص اور ضمانتوں کا انتقال یا ادائیگی کو صحیح تسلیم نہیں کیا جائے گا۔

حکومت مغربی پنجاب نے اسی اعلان میں تمام بنکوں کو اس سلسلے میں خاص حکم جاری کردیا ہے۔ کہ وہ غیر مسلم تارکین وطن کے متذکرہ حصص اور ضمانتوں کا انتقال کرتے وقت مذکورہ بالا حکم مدنظر رکھیں

لاہور ۷ نومبر۔ کل بعد دوپہر جماعت احمدیہ لاہور کی مجلس عاملہ کے اجلاس کے بعد (جسے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے بھی خطاب فرمایا) شیخ بشیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ کے مکان پر حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے اعزاز میں دعوت طعام بھی دی گئی۔ جس میں مجلس عاملہ کے ارکان دیگر حلقوں کے عہدہ داروں کے علاوہ بعض اکابر سلسلہ نے بھی شرکت کی۔ جن میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اور عبدالرحیم صاحب درد ناظر امور خارجہ اور ملک غلام فرید صاحب کے نام قابل ذکر ہیں۔

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے کواپریٹو کیپیٹل پرنٹنگ پریس وطن بلڈنگ میں طبع کرا کر نمبر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا :

"میں جماعت کے تمام دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں

(۱) کہ وہ تحریک جدید کی ہر قسم کی قربانیوں میں حصہ لیں۔ اور جو وعدے انہوں نے کئے ہوئے ہیں انہیں پورا کریں۔ اور سمجھ لیں۔ کہ یہ ایک موت ہے جس کا ان سے مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ تم میں سے کئی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نے سینما نہیں دیکھا ہم مر گئے۔ تم میں سے کئی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمیں تو سادہ رہنا پڑتا ہے ہم تو مر گئے۔ تم میں سے کئی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمیں رات دن چندے دینے پڑتے ہیں۔ ہم تو مر گئے"

(۲) "میں کہتا ہوں ابھی تم زندہ ہو۔ میں تم سے حقیقی موت کا مطالبہ کرتا ہوں۔ کیونکہ خدا یہ کہتا ہے۔ کہ جب تم مر جاؤ گے۔ تو پھر میں تمہیں زندہ کرونگا۔ پس یہ موت ہے جس کی طرف خدا اور اس کا رسول تمہیں بلاتا ہے"

(۳) "میں کہتا ہوں۔ یہ موت کیا۔ اس سے بڑھ کر تم پر موت آنی چاہیئے۔ تا کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے تمہیں کامل احیاء حاصل ہو۔ پس اگر یہ موت ہے تو خوشی کی موت ہے اگر یہ موت ہے تو رحمت کی موت ہے۔ اور بہت ہی مبارک وہ شخص ہے۔ جو موت کے اس دروازے سے گذرتا ہے۔ کیونکہ وہی ہے۔ جو خدا تعالےٰ کے ہاتھوں سے ہمیشہ کے لئے زندہ کیا جائے گا"

تحریک جدید کے جہاد کبیر کی قربانیوں میں حصہ لینے والو! حضور کا ارشاد بالا پڑھ کر اپنے اس وعدے کے پورا کرنے میں جو اپنی مرضی اور اپنی خوشی سے اپنے مقدس امام کے حضور پیش کیا ہے۔ آج ہی سے ایسا ماحول پیدا کرو جو ماہ نومبر کی آخری تاریخ تک سو فی صدی پورا ہو جائے۔ اور آئندہ سال کے لئے آپ حضور کی تحریک سننے کے معاً بعد پہلے سے بڑھ چڑھ کر قربانی کا وعدہ اپنی خوشی اور بشاشت قلبی سے پیش کریں۔ اللہ تعالےٰ توفیق بخشے۔

وکیل المال تحریک جدید
ربوہ

جلسہ سرگودہا کے لئے بسوں کا انتظام

جیسا کہ امیر جماعت احمدیہ لاہور نے گذشتہ جمعہ کے موقعہ پر اعلان فرمایا تھا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی تقریر میں شمولیت کے لئے لاہور سے سرگودہا تشریف لے جانے والے احباب کی سہولت کے پیش نظر چند فل لوڈ سپیشل بسیں بحساب تعداد سواریاں ۱۱ نومبر ۱۹۴۹ء کی صبح چھ اور آٹھ بجے کے درمیان سرائے سلطان لاہور سے روانہ ہوں گی۔ تا احباب بروقت سرگودہا پہنچ کر نماز جمعہ اور اسکے معاً بعد تقریر میں شامل ہو سکیں یہ بسیں صرف اُن احباب کے لئے مخصوص ہوں گی۔ جو کرایہ آمد و رفت ۹ نومبر ۴۹ء شام تک مولوی عبد الغفور صاحب مسجد احمدیہ لاہور کے پاس جمع کرا دیں گے ان میں سے جتنی فل لوڈ بسوں کی سواریاں تقریر کے معاً بعد واپس لاہور آنا چاہیں گی۔ اُتنی ہی بسیں شام کو جانب لاہور چلیں گی۔ اور باقی اگلی صبح۔

(محمد اقبال پراچہ جنرل منیجر دی یونائیٹڈ ٹرانسپورٹس سرگودہا)

مرکز پاکستان میں دوسرا سالانہ جلسہ

جلسہ سالانہ کی بنیاد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھی ہے۔ اور آپ ہی کے عہد مبارک سے اس کے لئے چندہ بھی الگ وصول ہوتا رہا ہے۔ یہ چندہ دیگر لازمی چندوں کی طرح لازمی قرار دیا جا چکا ہے اس کی شرح سال بھر میں صرف ایک ماہ کی آمد پر دس فی صدی ہے۔ احباب جماعت کو معلوم ہو چکا ہوگا۔ کہ اس مرتبہ جلسہ سالانہ سالہائے ماسبق کی طرح ماہ دسمبر کے آخری ہفتہ میں منعقد ہو رہا ہے۔ وہ اصحاب جنہیں وقتاً فوقتاً ربوہ آنے کا موقعہ ملتا رہا ہے۔ انہیں بخوبی علم ہے کہ اس وقت ربوہ میں ہزارہا نفوس تو کجا چند سو مہمانوں کے لئے ٹھہرنے کے لئے کوئی قیام گاہ نہیں ہے۔ کا رکنان صدر انجمن احمدیہ کے لئے جو کوارٹرز تعمیر ہو چکے ہوئے ہیں۔ وہ اپنی مکانیت کے لحاظ سے اس قدر مہمانوں کے متحمل نہیں ہیں جتنے کہ قادیان میں ہوا کرتے تھے۔ اس لئے لازماً مہمانوں کے لئے گذشتہ جلسہ سالانہ کی طرح صرف انہی دنوں کے لئے شیڈ وغیرہ تعمیر کرنے ہوں گے۔ اور اس کے علاوہ خورد و نوش و دیگر متعلقات کا انتظام کرنا ہے۔ جس پر ہزارہا روپیہ خرچ ہوگا۔ اور یہ سب کام تب ہی باحسن وجوہ سر انجام دیئے جا سکتے ہیں۔ جب کہ روپیہ نقد موجود ہو۔ جس قدر چندہ کے وصول ہونے کی توقع ہے۔ اس سے کہیں زیادہ خرچ کا اندازہ ہے۔ آپ اس معاملہ میں مرکز کی اس رنگ میں امداد کر سکتے ہیں۔ کہ اپنے ذمہ کی چندہ جلسہ سالانہ کو جلد تر ادا فرمائیں۔ تا کہ انتظامات کرنے میں کسی حد تک سہولت پیدا ہو جائے اور اگر آپ اس فرض سے سبکدوش ہو چکے ہیں۔ تو دیگر اصحاب کو اس کی اہمیت سمجھا کر وصولی میں امداد فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ (نظارت بیت المال)

جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلّم

امسال حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے سیرۃ النبی کے جلسہ کے لئے ۲۰ نومبر اتوار اتوار کا دن مقرر کیا گیا ہے۔ لہذا جملہ جماعتہائے احمدیہ اس دن اپنی اپنی جماعتوں میں جلسے منعقد کرائیں۔ اور اپنے جلسوں میں غیر احمدی اصحاب کو زیادہ سے زیادہ شمولیت کی دعوت دیں۔ بعد از اں جلسہ کی کارروائی کی رپورٹ دفتر ہذا میں بھجوائیں۔ (نظارت دعوت و تبلیغ)

عید فنڈ مرکزی فنڈ ہے!

عید فنڈ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک سے جاری ہے۔ اُس زمانہ میں ہر ایک کمانے والے سے کم از کم ایک روپیہ فی کس کے حساب سے وصول کیا جاتا تھا۔ مگر اب اس میں کمی واقع ہو رہی ہے۔ احباب جماعت کو چاہیئے۔ کہ وہ اس کار خیر کے تسلسل کو جاری رکھیں۔

عید الاضحیہ کو قریباً ایک ماہ ہو گیا ہے۔ مگر اس فنڈ میں اس قدر آمد نہیں ہوئی۔ جتنی سالہائے ماسبق میں ہوتی رہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس فنڈ کی رقم ابھی جماعتوں کے پاس جمع پڑی ہوئی ہے اس لئے بذریعہ اعلان ہذا جملہ سیکرٹریان مال کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ عید فنڈ مرکزی رقم ہے اور اس کا مقامی جماعت میں خرچ کر لینا درست نہیں ہے۔ پس اس فنڈ کی رقم جلد تر ارسال مرکز کر دی جائے۔ (نظارت بیت المال)

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق منیجر الفضل سے خطاب کیا کریں۔ (ایڈیٹر)

روزنامہ الفضل لاہور
۹ نومبر ۱۹۴۹ء

نسخہ اور طبیب حاذق

ہم نے الفضل کی کسی گذشتہ اشاعت میں بتایا تھا کہ قرآن کریم نے جو نسخہ مسلمانوں کے لئے عذاب الیم سے نجات پانے کا پیش کیا ہے وہ ایسا ہے کہ اگر مسلمان اس پر عمل کریں تو نہ صرف وہی اس عذاب الیم سے نجات پا سکتے ہیں بلکہ تمام دنیا کی سلامتی اس سے وابستہ ہے۔ وہ نسخہ نہایت مختصر ہے اور اس کے صرف دو اجزا ہیں اول ایمان باللہ والرسول اور دوم جہاد فی سبیل اللہ۔ اللہ تعالیٰ اس نسخہ کی شان میں فرماتا ہے کہ

ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون یعنی اگر تم جانو تو یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ پھر یہی نہیں کہ تم اس نسخہ کے استعمال سے عذاب الیم سے نجات پا جاؤ گے اور صحت حاصل کر لو گے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ نسخہ ایسا اکسیر ہے کہ صحت کی تمام برکات تم کو حاصل ہو جائیں گی۔ جو نقصان تم کو اب تک اس بیماری کی وجہ سے پہنچے ہیں ان کی تلافی بھی ہو جائیگی اور تم اللہ تعالیٰ کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے یعنی ایسی زندگی بسر کرنے لگو گے جو اسلام کا منتہائے مقصود ہے۔ اگرچہ یہ بھی بڑی کامیابی ہے۔ مگر یہی نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ خود تمہاری مدد کو آئے گا۔ اور جلد ہی تمہاری تمام شکستیں فتح میں تبدیل ہو جائیں گی۔

یغفر لکم ذنوبکم ویدخلکم جنّٰت تجری من تحتہا الانہار ومسٰکن طیبۃ فی جنات عدن ذالک الفوز العظیم ۰ واُخریٰ تحبونہا نصرٌ من اللہ وفتحٌ قریب ط وبشر المؤمنین

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے مخاطب مومنوں کو بشارت دے دو کہ اگر تم ہمارے بتائے ہوئے نسخہ پر عمل پیرا ہو جاؤ۔ تو اللہ تعالیٰ تمہارے تمام گناہوں کو دھو ڈالے گا۔ یعنی جو غلطیاں تم اپنی زندگی میں اب تک کرتے رہے ہو اور جن کی وجہ سے تمہاری یہ حالت ہو گئی ہے کہ تم عذاب الیم میں گرفتار ہو گئے ہو۔ یعنی دنیا کی اقوام میں پست ترین حالات کو پہنچ چکے ہو۔ تمہاری کہیں بھی پرسش نہیں رہی۔ علوم و فنون میں سب سے پیچھے رہ گئے ہو۔ مال و دولت میں تمہارا کوئی قابل قدر حصہ نہیں رہا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ تمہاری ہوا بگڑ گئی ہے۔ یہاں تک کہ دنیا کی سربرآوردہ اقوام تم کو تحقیر کی نظر سے دیکھنے لگی ہیں۔ یہ ایک عظیم عذاب ہے جو تم پر مسلط ہو چکا ہے۔ جن غلطیوں کوتاہیوں اور گناہوں کی پاداش میں یہ عذاب الیم تم پر وارد ہوا ہے ہم ان غلطیوں کوتاہیوں اور گناہوں کو معاف کر کے ان کے نتائج بد سے تم کو محفوظ کر دیں گے۔ بشرطیکہ تم اس نسخہ کو زیر استعمال لاؤ جو ہم نے تجویز کیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اسکے رسول پر پہلے تو اپنا ایمان محکم کرو اور ساتھ ہی اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اسکی راہ میں جہاد کرو۔ یعنی اسلام کی مشعل ہاتھوں میں لے کر دنیا میں نکل پڑو اور دنیا کے تاریک کونوں میں اس نور کی شعاعیں پھیلاؤ اور ایسی قربانیاں کرو کہ نہ تو تم کو اپنے مالوں کے خرچ کرنے میں دریغ ہو اور نہ اپنی جانیں نثار کرنے میں بخل ہو۔

ذرا پھر غور فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سے ہم جو مومن کہلاتے ہیں پوچھتا ہے۔

ھل ادلکم علیٰ تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم۔

یعنی اے مومن کہلانے والے انسانوں تم جو آج عذاب الیم کی دردناکی سے چیخ رہے ہو۔ تم جو عذاب الیم کی چکی میں پیسے جا رہے ہو تم جو اس عذاب الیم سے نکلنے کی کوئی راہ نہیں دیکھتے اگرچہ تم کو اب اس کا احساس ہو رہا ہے کیا یہ احساس اس بلند درجہ پر پہنچ چکا ہے کیا واقعی تمہاری روحوں میں وہ خواہش وہ عظیم الشان خواہش رونما ہو چکی ہے۔ جو فطرتوں میں زلزلہ پیدا کر دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ کیا اسطرح اپنی اصلاح کے لئے تیار ہو کہ اگر اصلاح کا نسخہ تم کو بتایا جائے تو تم اس پر فوراً عملاً پیرا ہو جاؤ گے۔ یہ استفہامیہ طرز بیان یقیناً اسبات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جن کو مخاطب بنایا جا رہا ہے وہ واقعی ایسی حالت کو پہنچ چکے ہیں کہ ان کے دل میں اس عظیم الشان تبدیلی اس عظیم الشان انقلاب کی خواہش پیدا ہونا فطرتاً غیر متوقع نہیں ہے۔ گویا اس سوال سے اللہ تعالیٰ مخاطبین کے دلوں کو ان کی روحوں کو ٹٹولنا چاہتا ہے اور ان کا جائزہ لینا چاہتا ہے کہ وہ اس انقلاب کو جو ان کی کایا پلٹ کر رکھدے گا۔ قبول کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں؟ یعنی کیا ان کے دلوں میں وہ خواہش خلق ہو چکی ہے جو عذاب الیم کی وجہ سے قدرتاً خلق ہونا چاہیئے تھی۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک واقعی وہ زمان عظیم آ چکا ہے کہ مومنین اپنی نکبت کا پورا پورا احساس کریں۔ اور ان کے دلوں میں عذاب الیم سے چھٹکارا حاصل کرنے کی خواہش پیدا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بلاتوقف وہ نسخہ مسلمانوں کے سامنے رکھدیا ہے

اللہ تعالیٰ نے آج کے مومن کہلانے والوں کی بیماری تشخیص کر لی ہے۔ بیمار کی خواہش صحتیابی کو بھانپ لیا ہے۔ پھر وہ عظیم الشان نسخہ بتا دیا ہے جو اس بنیادی بیماری کے لئے تیر بہدف ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا ایک اور بھی اصول ہے اور وہ اصول یہ ہے کہ کوئی بیمار خواہ اسکو اپنی بیماری کا علم بھی ہو۔ اس کی علامات کی پہچان بھی ہو اور اس نسخہ کو بھی جانتا ہو۔ جو اسکو شفا دے سکتا ہے۔ پھر بھی بیمار بیمار ہی ہوتا ہے۔ وہ خود اس نسخہ کو استعمال نہیں کرتا۔ بلکہ اس نسخہ کو استعمال کرانے کے لئے ایک حاذق طبیب کی ضرورت ہوتی ہے اور یہی وہ اصول ہے۔ جس کے مطابق اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندے رسول بنا کر دنیا میں بھیجتا رہا ہے اور جس اصول کو قرآن کریم کے صفحات میں بار بار اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے اور اس کثرت سے بیان فرمایا ہے کہ کوئی شخص جو بادی النظر سے بھی قرآن کریم کا مطالعہ کرتا ہے۔ یہ اصول نمایاں ہو کر اسکے ذہن پر نقش ہو جاتا ہے۔

موجودہ مسلمانوں کی بیماری کا اندازہ کیجئے کہ وہ کس درجہ پر پہنچ چکی ہے۔ اور اس عذاب الیم کی دردناکی کو دیکھیئے۔ جس میں آج کا کہلانے والا مومن گرفتار ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے انداز خطاب کا ملاحظہ فرمائیے کیا یہ سب باتیں اسبات پر واضح اشارہ نہیں ہیں کہ ہو نہ ہو اللہ تعالیٰ کا یہ خطاب موجودہ مسلمانوں کی طرف ہے یہ موجودہ مسلمانوں کی بیماری ہی کی وضاحت ہے اور پھر جو نسخہ بتایا گیا ہے وہ موجودہ مسلمانوں کے لئے ہی بتایا گیا ہے اور اگر موجودہ مسلمان اس نسخہ کو استعمال کرے تو وہ اس عذاب الیم سے نجات پا کر صحت یاب ہو سکتا ہے اور اس جنت کو پا سکتا ہے جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔ بلکہ اپنی اس خواہش کی تکمیل بھی کر سکتا ہے جو نصر من اللہ وفتح قریب کے الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔ یعنی "اُخریٰ تحبونہا" یعنی مسلمانوں کی دوسری عظیم الشان خواہش۔ پہلی خواہش تو عذاب الیم سے چھٹکارا حاصل کرنے کی تھی جو بیمار کی قدرتی خواہش ہے اور دوسری خواہش اللہ تعالیٰ کی نصرت اور فتح ہے۔ کس کی فتح؟ مومن کہلانے والوں کی فتح۔ اسلام کی فتح۔ دنیا میں اسلام کو کامیاب کرنا۔ یہ دونوں خواہشیں توام ہیں ایک ہی عظیم الشان خواہش کے ارتقائی مدارج ایک ہی زنجیر کے پیوستہ حلقے۔ کیا یہ سچ نہیں ہے۔ کہ اس وقت مسلمانان عالم انہی دونوں نعمتوں کے طالب ہیں۔ اگر طالب ہیں تو اللہ تعالیٰ کا بتایا ہوا نسخہ بھی موجود ہے

(۱) تومنون باللہ ورسولہ
(۲) تجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم

این گوئے است و این میدان

مسلمان آئیں اس نسخہ کو آزمائیں یہ اللہ تعالیٰ کا تجویز کردہ نسخہ ہے۔ انکے رب کا تجویز کردہ۔ رب الناس ملک الناس الٰہ الناس کا تجویز کردہ۔ یہ غلط نہیں ہو سکتا یہ یقیناً تیر بہدف نسخہ ہے مسلمان اسکو کیوں استعمال نہیں کرتے۔ کتنی حیرت ہے آخر مسلمان اسکو کیوں استعمال نہیں کرتے۔ مگر حیرت کیوں؟ آج کا مسلمان تو بیمار ہے بیمار اپنا علاج بغیر حاذق طبیب کے کس طرح کر سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے بیماری کی صحیح تشخیص کر کے صحیح نسخہ تو تجویز فرما دیا ہے۔ لیکن کیا اس نے اپنی سنت قدیمہ کے مطابق کوئی طبیب حاذق بھی بھیجا ہے۔ جو اس نسخہ کو بیمار کے مزاج کے مطابق استعمال کرائے؟ یہ ہے سوال جو بیمار ہی کی روح سے پیدا ہونا چاہیئے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ہو رہا ہے۔ کیونکہ یہ صرف الٰہی اصول ہی کے مطابق ضروری نہیں ہے۔ بلکہ خود اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظیم الشان پیشگوئیوں میں اسکی خبر دی گئی ہے۔

آج سے ساٹھ سال پہلے ایک دور افتادہ گاؤں سے ایک اللہ کے بندے نے دعویٰ کیا کہ میں ہی وہ ہوں جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ نے جسکی آمد کی خبر اپنی عظیم الشان پیشگوئیوں میں دی ہے وہ حاذق طبیب میں ہی ہوں جو اس عظیم الشان نسخہ کا استعمال کرائے گا۔ جس سے موجودہ مسلمان اور تمام دنیا کی بیماری شفا پائے گی اور مسلمان فائز المرام ہونگے اور اسلام تمام دنیا پر فتح پائے گا۔ آپ نے یہ دعویٰ نہایت تحدی سے کیا۔ کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ ہم اس کے دعوے کی جانچ پڑتال کریں؟

پھر ہم دیکھیں گے کہ اس نے کس طرح اللہ تعالیٰ کے نسخہ کو استعمال کرانا شروع کر دیا۔ اس نے اپنے گلے کی پوری طاقت سے للکار کر فرمایا۔

چوں دور خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

تومنون باللہ ورسولہ۔ پھر اس نے ایک جماعت کھڑی کی جو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے اپنے اموال اور اپنی جانیں پیش کرے۔ وہ جماعت اپنی بساط کے مطابق یہ کام کر رہی ہے۔ بے شک یہ ابھی حقیر ہے۔ لیکن آج بھی تمام دنیا اس کی نظیر کہیں پیش کر سکتی ہے۔

سوال ہے کہ کیا مسلمانوں کے لئے یہ بات قابل غور نہیں ہے؟

پیشگوئی اسمہٗ احمد

(۱)

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِىْۤ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِىْ مِنْۢ بَعْدِى اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ (سورہ صف ع ۱)

(تقریر مولانا عبدالبشارت عبدالغفور صاحب مولوی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ بر موقع جلسہ سالانہ بمقام ربوہ اپریل ۱۹۴۹ء)

اس مسئلہ پر پہلے بھی علماء کرام نے تحریری اور تقریری طور پر روشنی ڈالی ہے۔ آج مجھے بھی اس خدمت کا موقعہ حاصل ہو رہا ہے۔ سو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ میری مدد فرمائے۔ آمین

پہلے تو میں اس بات کا نہایت واضح اور کھلے الفاظ میں اقرار کرتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم محمدؐ بھی ہیں اور احمدؐ بھی جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود فرماتے ہیں۔ کہ اِنَّ لِیْ اَسْمَاءً وَ اَنَا مُحَمَّدٌ وَ اَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِیْ۔ وَاَنَا الْحَاشِرُ۔ (مشکوۃ باب اسماء النبی) کہ میرے کئی ایک نام ہیں۔ میں محمد بھی ہوں۔ میں احمد بھی ہوں۔ میں ماحی بھی ہوں۔ میں حاشر بھی ہوں۔ تو پھر کسی مسلمان کہلانے والے کی کیا مجال ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے محمد یا احمد۔ یا ماحی۔ یا حاشر ہونے سے انکار کر سکے۔ بایں ہمہ اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ ہر چیز کا ذاتی نام ایک ہی ہوتا ہے۔ جو اپنے موسوم کو دوسری چیزوں سے ممتاز کرتا ہے پھر اگر کسی چیز کے ذاتی نام کے علاوہ کوئی اور نام بھی اسکو دیا جاتا ہے۔ تو وہ کسی خاص وجہ اور کسی خاص غرض کے ماتحت ہی ہوتا ہے۔ جو اسکی کسی وصف کی طرف ہی اشارہ کر رہا ہوگا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ ھو محمد بشان۔ و احمد بشان۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم محمدؐ بھی ہیں۔ مگر آپ کا محمدؐ ہونا ایک الگ شان اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور آپ احمد بھی ہیں۔ مگر آپ کا احمدؐ ہونا ایک الگ شان کے لحاظ سے ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے محمد یا احمد ہونے سے کسی کو کیا انکار ہو سکتا ہے۔ ہاں قابل حل اور توضیح طلب امر تو یہ ہے۔ کہ حضرت عیسیٰؑ کی زبانی جس احمد رسول کی بشارت کا حوالہ قرآن کریم نے دیا ہے۔ اس احمد کا مصداق کون ہے۔

تین رسالتیں

سو جاننا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسیٰؑ کی طرف تین باتیں منسوب کی ہیں۔ جو انہوں نے بنی اسرائیل کو کہی تھیں۔

(الف) اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ۔ کہ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔

(ب) مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰۃِ دوسری بات یہ کہ میں تورات میں بیان کردہ پیشگوئی کی تصدیق کرتا ہوں۔

(ج) تیسری بات یہ کہ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗۤ اَحْمَدُ اور میں ایک رسول کی بھی بشارت دیتا ہوں۔ کہ وہ بھی میرے بعد ہی آئے گا۔

احباب کرام! تھوڑے سے تدبر کے ساتھ ہی یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے۔ کہ یہ تینوں باتیں دراصل تین رسولوں کی خبر پر مشتمل ہیں۔ (۱) حضرت عیسیٰؑ کی اپنی رسالت۔ دوسرے جسکی آپ تصدیق کرتے ہیں۔ تیسرے جس کی آپ بشارت دیتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ کی اپنی رسالت اور جس کی آپ نے بشارت دی ہے۔ یہ دونوں رسالتیں تو واضح ہی ہیں۔ رہی درمیانی تیسری رسالت جس کی آپ تصدیق کر رہے ہیں۔ سو اس کو دو رسالتوں کے درمیان رکھ کر سمجھا دیا۔ کہ درمیانی بات بھی یقیناً ایک رسالت کے ذکر پر ہی مشتمل ہے۔ اسی لحاظ سے آیت کریمہ کے یوں معنے بن جائیں گے۔ کہ حضرت عیسیٰ نے بنی اسرائیل کو کہا۔ کہ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ تعالےٰ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے رسول ہو کر میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ تورات کی پیشگوئی ضرور پوری ہوگی۔ یعنی وہ عظیم الشان نبی جس کا اس پیشگوئی میں ذکر ہے۔ ضرور آئیگا۔ ہاں اس کے ساتھ ہی میں ایک خوشخبری بھی تم کو سنا دیتا ہوں۔ اور وہ خوشخبری بھی ایک رسول کے متعلق ہی ہے۔ اور وہ رسول بھی میرے بعد ہی آئیگا۔ اسمہ احمد اور اس رسول کا نام احمد ہوگا اس لحاظ سے حضرت عیسیٰؑ کے فرمان کا یہ مطلب بنا۔ کہ ان کے بعد دو نبی آنے والے تھے۔ ایک وہ جس کی تورات میں خبر دی گئی تھی۔ دوسرے وہ جسکی یہ خود بشارت دے رہے ہیں۔

دو قابلِ حل امور

اس جگہ دو باتیں قابل حل ہیں۔ اول یہ کہ حضرت عیسیٰؑ نے جو فرمایا۔ کہ میں توریت کی پیشگوئی کی تصدیق کرتا ہوں۔ اس سے ان کی کیا مراد ہے۔ سو جاننا چاہیئے۔ کہ تورات کی پیشگوئی کی تصدیق کرنے کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اول یہ کہ حضرت عیسیٰؑ اپنی آمد کو تورات کی پیشگوئی کا مصداق قرار دے کر فرمائیں۔ کہ تورات میں جس نبی کے آنے کی خبر تھی۔ وہ میں ہوں۔ اور میرے آنے سے یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ دوئم یہ کہ میں تو اس پیشگوئی کا مصداق نہیں۔ بلکہ میرے سوا کوئی اور نبی اس کا مصداق ہے۔ جو آچکا ہے۔ اور میں اسکی تصدیق کرتا ہوں۔ تیسرے یہ کہ جس نبی کے آنے کی اس پیشگوئی میں خبر موجود ہے۔ وہ ابھی آیا تو نہیں۔ ہاں وہ آئے گا ضرور۔ میں اسکی پیشگوئی کی صرف بحیثیت پیشگوئی تصدیق کرتا ہوں۔ ان تینوں صورتوں میں سے پہلی دو صورتیں درست نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ حضرت عیسیٰؑ نے کبھی بھی اس بات کا دعویٰ نہیں کیا۔ کہ جس نبی کی تورات میں خبر دی گئی تھی۔ وہ میں ہوں۔ اور نہ ہی انہوں نے یہ کہا ہے۔ کہ اس پیشگوئی کا مصداق آچکا ہے۔ اب تیسری صورت ہی باقی رہ جاتی ہے۔ یعنی یہ کہ حضرت عیسیٰ فرمائیں۔ کہ تورات میں جس نبی کی آمد کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ وہ نبی ضرور آئیگا۔ اور میں اس پیشگوئی کی تصدیق کرتا ہوں۔ کہ وہ سچی اور درست پیشگوئی ہے۔ جو اپنے وقت پر پوری ہوگی۔

دوسری بات

دوسری بات قابل حل یہ ہے۔ کہ بظاہر تو حضرت عیسیٰؑ نے بھی فرمایا ہے۔ کہ میں ساری تورات کی تصدیق کرتا ہوں۔ سو اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے۔ کہ حضرت عیسیٰؑ نے یہی فرمایا ہے۔ کہ میں ساری تورات کی تصدیق کرتا ہوں۔ تو بھی کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ بحیثیت مجموعی تورات کی تصدیق کرنے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئی کی بھی تصدیق لازم آجاتی ہے۔ کیونکہ توریت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئی کا ذکر بصراحت آج تک موجود ہے۔ پھر اگر آیت کریمہ کے لفظوں اور اسلوب بیان پر ادنیٰ سی توجہ بھی کی جائے۔ تو صاف نظر آجاتا ہے۔ کہ اسی جگہ حضرت عیسیٰؑ جس چیز کی تصدیق فرما رہے ہیں۔ وہ دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت ہی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے مصدقا لما بین یدی من التورٰۃ کے فقرہ کو انی رسول اللہ اور مبشرًا برسول کے درمیان بیان فرمایا ہے۔ تا ہر عقلمند ادنیٰ تدبر سے اس نتیجہ پر پہنچ جائے۔ کہ دو رسالتوں کے درمیان جس چیز کی تصدیق کا ذکر ہے۔ وہ بھی دراصل ایک رسالت کا ہی ذکر ہے۔ یعنی پہلے حضرت عیسیٰؑ نے آپ کی رسالت کا ذکر کیا۔ پھر اس کے بعد اس رسالت کا ذکر فرمایا۔ جس کی تورات میں پیشگوئی کی گئی تھی۔ تیسرے اس رسالت کا ذکر فرمایا۔ جس کے آپ خود مبشر ہیں۔

مصدق و مبشر کا مفہوم

اس بات کو واضح کرنے کے بعد کہ حضرت عیسیٰ ایک طرف تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق توریت میں بیان کردہ پیشگوئی کی تصدیق کر رہے ہیں۔ اور دوسری طرف ایک آنے والے رسول کی بشارت دے رہے ہیں۔ اب میں اس حقیقت کو آپ حضرات کی خدمت میں اسی دلیل کے ساتھ بیان کرتا ہوں۔ جو لفظ مصدق اور مبشر میں اللہ تعالےٰ نے بیان فرمائی ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ آپ حضرات میں سے اکثر احباب کئی جلسوں میں شامل ہوئے ہوں گے۔ اور آپ نے بلاحظ فرمایا ہوگا۔ کہ جب کسی شخص کو بطور صدر جلسہ منتخب کرنا مقصود ہوتا ہے۔ تو حاضرین میں سے کوئی دوست پہلے کسی دوست کا نام بطور صدر پیش کرتا ہے۔ اس کے بعد دوسرا شخص کہتا ہے۔ میں اسکی تصدیق کرتا ہوں۔ ہماری جماعت میں تو ہمیشہ عہدیداروں کا انتخاب عمل میں لایا جاتا رہتا ہے۔ اس انتخاب کا بھی یہی قاعدہ ہے۔ کہ جماعت میں سے کوئی دوست کسی دوست کا نام کسی عہدہ کے لئے تجویز کرتا ہے۔ تب دوسرا دوست اسکی تائید کرتا ہے۔ اس سے یہ بات صاف طور پر ثابت ہو جاتی ہے۔ کہ کسی عہدہ وغیرہ کے لئے کسی کا نام پیش کرنے والا اور ہوتا ہے۔ اور اسکی تائید اور تصدیق کرنے والا اور ہوتا ہے۔ ابتداءً نام پیش کرنے والا مجوز کہلاتا ہے۔ اور تائید اور تصدیق کرنے والا مصدق کہلاتا ہے۔ ہاں پہلے انتخاب کے عمل میں آجانے کے بعد اگر کسی اور شخص کے انتخاب کی ضرورت ہو۔ تو پہلا مصدق بھی کسی اور کا نام تجویز کر سکتا ہے۔ اسی اصل کے پیش نظر جب زیر تحقیق آیت پر غور کی جاوے۔ تو یہ حقیقت خوب واضح ہو جاتی ہے۔ کہ جس عظیم الشان نبی کی بعثت کی خبر تورات میں دی گئی تھی۔ حضرت عیسیٰؑ کی پوزیشن اس نبی کے متعلق مصدق کی ہے۔ پر مجوز یا مبشر کی نہیں۔

کیونکہ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰؑ کا اقرار نہایت واضح الفاظ میں یہی ہے۔ کہ مصدقا لما بین یدی من التورٰۃ۔ کہ مجھ سے پہلے جس نبی کی خبر توریت میں دی گئی ہے۔ میں اس کا مصدق اور مؤید ہوں۔ اس بین شہادت کا یہ مطلب ہوا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مجوز و مبشر توریت کے نبی حضرت موسیٰؑ تھے۔ اور حضرت عیسیٰؑ آپ کے مؤید اور مصدق ہیں۔

پھر اس کے بعد جب ایک اور نبی کی بشارت کی ضرورت پیش آئی تو حضرت عیسیٰؑ فرمانے لگے۔ کہ مبشرًا برسول کہ اے بنی اسرائیل جہاں میں حضرت موسیٰؑ کے پیش کردہ نبی کی بشارت کی تائید اور تصدیق کرتا ہوں۔ وہاں ایک اور نبی کے آنے کی میں بشارت بھی دیتا ہوں۔ یا بالفاظ دیگر سابقہ پیشگوئی کا میں مصدق ہوں۔ اور آئندہ ایک اور نبی کا میں مبشر ہوں۔ اور یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ کہ "مصدق" اور ہوتا ہے۔ "مجوز و مبشر" اور۔ جو مجوز ہو۔ وہ مؤید نہیں کہلا سکتا۔ اور جو مؤید و مصدق ہو۔ وہ مجوز و مبشر نہیں کہلا سکتا۔ اندریں صورت یہ مسئلہ کسی قدر صاف ہو جاتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰؑ جس ہستی کے مصدق ہیں۔ اس کے آپ مبشر نہیں کہلا سکتے۔ اور جس کے آپ مبشر ہیں۔ اس کے آپ مصدق نہیں کہلا سکتے۔ اور چونکہ یہ بھی ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ کہ حضرت عیسیٰؑ اپنے آپ کو حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئی کا مصدق قرار دیتے ہیں۔ اس لئے آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مجوز یا مبشر نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا حضرت عیسیٰؑ کا یہ کہنا کہ مبشرًا برسول کہ میں بھی ایک نبی کا مبشر ہوں۔ اس سے مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سوائے اور نبی ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آپ مصدق ہیں نہ کہ مبشر

(باقی)

215

مقاماتِ مقدسہ اور قرآن کریم

(از مکرم ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب لاہور)

حضرت ابراہیمؑ ایک عظیم الشان نبی تھے۔ جن کو خدائی امتحان میں کامیابی کے نتیجہ میں جب امامت ملی تو انہوں نے اس امامت اور نبوت کو اپنی نسل میں جاری رکھنے کے لئے دعا فرمائی۔ اس دعا کو اللہ تعالیٰ نے قبولیت کا شرف بخشتے ہوئے فرمایا کہ نبوت تو تیری اولاد میں جاری رہے گی مگر جو لوگ ظالم ہیں وہ اس نعمت سے محروم رہیں گے۔ چنانچہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کا ایفا اس رنگ میں دیکھتے ہیں کہ اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت اسحٰقؑ کو نبی بنایا۔ اور اس کے بعد انبیاء کا ایک لمبا سلسلہ حضرت اسحٰق کی اولاد میں جاری کر دیا۔ چنانچہ حضرت اسحٰق کے بیٹے حضرت یعقوبؑ کو جن کا دوسرا نام اسرائیل تھا اللہ تعالیٰ نے نبی بنایا۔ پھر ان کے بارہ بیٹوں میں سے حضرت یوسف کو نبی بنایا اور اس طرح حضرت ابراہیم کی نسل میں چوتھی پشت تک نبوت جاری رہی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ایک وقت تک نبوت بند رہی جس کے بعد بنی اسرائیل میں سے صاحب شریعت قومی نبی حضرت موسیٰؑ پیدا ہوئے۔ جن کے متبعین یہود کہلائے۔ اور متعدد اسرائیلی انبیاء حضرت موسیٰؑ کے تتبع میں ارض مقدسہ (فلسطین) کے اندر پیدا ہوتے رہے۔ جن میں حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ نبوت کے علاوہ بادشاہت بھی رکھتے تھے اور اس ارض مقدسہ کو ان کے عہد مبارک میں دنیا کے اندر خوب عروج حاصل ہوا۔ اسی تسلسل میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کے بعد تیرہ خلفاء مبعوث فرمائے جن میں سے بارہ خلفاء بنی اسرائیل میں سے تھے اور تیرھویں خلیفہ حضرت عیسیٰؑ ہوئے۔ جو بن باپ پیدا ہونے کی وجہ سے اپنے صاحب شریعت نبی حضرت موسیٰؑ کی قوم میں سے نہیں تھے۔ اور ان کے بن باپ پیدا ہونے میں ایک عظیم الشان انقلاب کی پیشگوئی تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔

انہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بہا۔

یعنی حضرت عیسیٰؑ کے بن باپ پیدا ہونے میں ایک عظیم الشان (ساعت) انقلاب کی پیشگوئی ہے اور وہ یہ کہ چونکہ بنی اسرائیل کی قوم ظالم ہو چکی تھی اس لئے یہ آخری رحمت ہے جس کے بعد نبوت تورات کی اس پیشگوئی کے مطابق کہ۔

"تیرے بھائیوں سے ایک۔ نبی برپا کروں گا"

بنی اسرائیل سے منتقل ہو کر بنی اسماعیل میں چلی جائے گی۔ اسی پیشگوئی کے مطابق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح صاحب شریعت نبی تھے تمام دنیا کے لئے مبعوث ہوئے۔ آپؐ کے بعد بموجب آیت استخلاف حضرت موسیٰؑ کے خلفاء کی طرح بارہ ۱۲ محمدیؐ خلیفے صاحب شریعت نبی کی قوم قریش سے پیدا ہوئے۔ حتیٰ کہ خلافتِ محمدیہ کے بارھویں خلیفۃ النبی حضرت سید احمد صاحب بریلوی جو مثیل یحییٰؑ تھے ہندوستان کے اندر پیدا ہوئے۔ اور ان کے بعد تیرھویں خلیفہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام مسیح موعود و مہدی معہود جو فارسی النسل تھے پیدا ہوئے۔

غرض حضرت اسحٰق کے خاندان سے قومی نبی پیدا ہوئے اور اس خاندان کے سب انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رنگ میں ظاہر کیا کہ وہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے مکمل مماثلت رکھنے والے ثابت ہوئے جیسا کہ قرآن شریف میں لکھا ہے۔

انّا ارسلنا الیکم رسولاً شاہداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔

قرآن شریف کے مطالعہ سے اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ ان مختلف انبیاء کے وجود سے گو اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات کو مقدس بنا دیا۔ مگر بعض جگہوں کو خاص خصوصیت بھی عطا فرمائی چنانچہ سب سے پہلا گھر جو عبادت کے لئے حضرت آدم علیہ السلام نے تیار فرمایا وہ مکہ میں تھا۔ جیسا کہ قرآن شریف میں لکھا ہے انّ اوّل بیت وضع للنّاس للذی ببکۃ مبارکاً و ھدی للعالمین کہ سب سے پہلا گھر جو عبادت کے لئے تیار کیا گیا وہ مکہ میں ہے جو مبارک اور جہان کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہے۔ قریباً دو ہزار سال کے بعد حضرت ابراہیمؑ اور ان کے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ سے اللہ تعالیٰ نے بیت الحرام کی بنیادوں کو دوبارہ اٹھوایا۔ اور انہوں نے دعاؤں کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ سے خاص برکت طلب کی۔ جیسا کہ قرآن شریف میں آتا ہے۔ واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت و اسمٰعیل ربنا تقبل منّا انک انت السمیع العلیم

کہ جب حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ خانہ کعبہ کی دیواریں بلند کر رہے تھے تو یہ دعائیں کرتے جاتے تھے کہ اے ہمارے رب ہم دونوں کی اس کوشش کو قبول فرما اور تو ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے حضرت اسمٰعیلؑ کو حکم دیا اذن فی النّاس بالحج یاتوک رجالاً و علی کل ضامرٍ یاتین من کل فجٍ عمیق کہ تو لوگوں کو حج کے لئے بلا۔ وہ تیرے پاس پیدل چل کر بھی آئیں گے اور ہر دور کی راہ سے تیز رفتار اونٹنیوں پر سوار ہو کر بھی آئیں گے اور چونکہ حضرت صفی اللہ آدم کے تمام کمالات اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے تمام کے تمام کمالات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں موجود تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو مکہ کی سرزمین میں پیدا کر کے اسے غیر معمولی تقدیس بخشی۔ مگر چونکہ مخالفین نے آنحضرت کو ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت پیشگوئی فرمائی۔ انّ الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معادٍ کہ وہ مکہ جس سے تمہیں نکالا گیا ہے ایک وقت آتا ہے کہ اسی مکہ میں تم فاتح بن کر داخل ہو گے چنانچہ شان الٰہی ہے کہ مکہ معظمہ بغیر جنگ و جدل کے فتح ہو گیا۔ جیسا کہ قرآن شریف میں بھی مذکور ہے ھو الذی کفّ ایدیھم عنکم و ایدیکم عنھم ببطن مکۃ من بعد ان اظفرکم علیھم۔ اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے ان کے ہاتھوں اور تمہارے ہاتھوں کو مکہ کی وادی میں ان سے روکے رکھا۔ بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو ان پر فتح دی۔ چنانچہ مکہ معظمہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصیت دی کہ تمام عالم اسلامی کے نماز کے رخ کے لئے بھی مکہ معظمہ مقرر ہوا اور آج تک ان معنوں میں یہ عالم اسلامی کا مرکز ہے

بہر حال جس طرح مکہ کی بنیاد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کے ہاتھوں سے رکھوائی۔ اسی طرح حضرت ابراہیم کی دوسری شاخ حضرت اسحٰقؑ کے بیٹے حضرت یعقوبؑ سے بیت المقدس کو یروشلم میں تقدیس بخشی اور پھر بنی اسرائیل کے شرعی نبی حضرت موسیٰؑ کو ارض مقدسہ عطا کرنے کا وعدہ فرمایا اور پے در پے انبیاء بنی اسرائیل نے بیت المقدس کو اپنے روحانی فیوض و برکات سے بہرہ اندوز فرمایا۔ بعد میں بیت المقدس پر ایسے زمانے بھی آئے کہ بنی اسرائیل کو یہاں سے جلاوطن ہونا پڑا۔ اور آخری نبی حضرت عیسیٰؑ کو جب اسی مقام پر صلیب پر لٹکایا گیا تو الٰہی مشیت کے ماتحت بیت المقدس سے ہجرت کر کے وہ کشمیر پہنچے اور اسی مقام پر مدفون ہوئے جس میں یہ بھی اشارہ مخفی تھا کہ اب اس مقدس مقام کی تقدیس بھی ایک رنگ میں ختم ہونے والی ہے کیونکہ اس کے بعد آنے والا آخر الزمان کا ہیڈ کوارٹر بیت المقدس نہیں رہے گا۔ جیسا کہ واقعات نے بھی ثابت کر دیا کہ گو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تیرہ ۱۳ سالہ قیام گاہ کے ایام میں بیت المقدس قبلہ رہا۔ مگر ہجرت کے چند دنوں بعد مدینہ منورہ میں تحویل قبلہ کا حکم نافذ ہو گیا۔

اس کے علاوہ دو اور مقدس مقامات کی خبر بھی قرآن شریف میں موجود ہے جو دو مختلف زمانوں میں اشاعت اسلام کے مرکز بننے والے تھے جیسا کہ آیت سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ میں مذکور ہے۔ اس میں ایک تو نبی کریمؐ کی ہجرت کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ماتحت کفار مکہ نے جب نبی کریمؐ کو ہجرت پر مجبور کیا تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسلام کا مرکز (یثرب) مدینۃ النبی کو مقرر فرمایا۔ اس میں مسجد نبوی کی بنیاد رکھ کر اللہ تعالیٰ نے تمام روحانی برکات نازل فرمائیں۔ اسی مرکز سے اسلام کی اشاعت مکہ والوں میں ہوئی۔ اور مکہ فتح ہونے کے بعد مسجد الحرام کو بتوں سے صاف کر دیا گیا۔ اور یہی مقام حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا مدفن بنا۔

اسی آیت کے اندر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے معراج زمانی کا بھی ذکر تھا یعنی آخری تاریکی کے زمانہ میں بھی نبی کریمؐ کا نزول حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے ہو گا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ اشاعت اسلام کا مرکز قادیان (مدینۃ المسیح) کو بنائے گا اور مسجد اقصیٰ کے اندر تمام روحانی برکات نازل ہوں گی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی آیت کی تفسیر ضمیمہ خطبہ الہامیہ صفحہ ۲ کے حاشیہ پر یوں فرمائی ہے۔

"اس وقت عالم کشف میں میرے دل میں اس بات کا یقین تھا کہ قرآن شریف میں تین شہروں کا ذکر ہے۔ مکہ۔ مدینہ اور قادیان کا۔ اس بات کو قریباً بیس برس ہو گئے۔ جبکہ میں نے براہین احمدیہ میں لکھا تھا۔ اب اس رسالہ کی تحریر کے وقت میرے پر یہ منکشف ہوا کہ جو براہین احمدیہ میں قادیان کے بارے میں کشفی طور پر میں نے لکھا تھا کہ اس کا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے درحقیقت یہ صحیح بات ہے۔ ...... اس پہلو کی رو سے جو اسلام کے انتہائی زمانہ تک آنحضرتؐ کا سیر کشفی ہے مسجد اقصیٰ

سے مراد مسیح موعودؑ کی مسجد ہے۔ جو قادیان میں واقع ہے جس کی نسبت براہین احمدیہ میں خدا کا کلام یہ ہے مبارک ومبارک وکل امر مبارک یجعل فیہ۔ اور یہ مبارک کا لفظ جو بصیغہ مفعول اور فاعل واقعہ ہوا۔ قرآن شریف کی آیت بارکنا حولہ کے مطابق ہے پس کچھ شک نہیں جو قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ۔ اس آیت کے ایک تو وہی معنی ہیں جو علماء میں مشہور ہیں یہ کہ آنحضرتؐ کے مکانی معراج کا یہ بیان ہے۔ مگر کچھ شک نہیں کہ اس کے سوا آنحضرتؐ کا زمانی معراج بھی تھا جس سے یہ غرض تھی کہ تا آپؐ کی نظر کشفی کا کمال ظاہر ہو اور نیز ثابت ہو کہ مسیحی زمانہ کی برکات بھی درحقیقت آپ ہی کی برکات ہیں اسی وجہ سے مسیح موعودؑ ایک طور سے آپ ہی کا روپ ہے اور وہ معراج یعنی بلوغ نظر کشفی دنیا کی انتہا تک تھا۔ جو مسیح کے زمانہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اس معراج میں جو آنحضرتؐ مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک سیر فرما ہوئے وہ مسجد اقصیٰ یہی ہے جو قادیان میں بجانب مشرق واقع ہے جس کا نام خدا کے کلام میں مبارک رکھا ہے یہ مسجد جسمانی طور پر مسیح موعودؑ کے حکم سے بنائی گئی ہے اور روحانی طور پر مسیح موعودؑ کی برکات اور کمالات کی تصویر ہے۔ جو آنحضرتؐ کی طرف سے بطور موہبت ہیں اور جیسا کہ مسجد الحرام کی روحانیت حضرت آدمؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے کمالات ہیں اور بیت المقدس کی روحانیت انبیائے بنی اسرائیل کے کمالات ہیں ایسا ہی مسیح موعودؑ کی یہ مسجد اقصیٰ جس کا قرآن شریف میں ذکر ہے اس کے روحانی کمالات کی تصویر ہے۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اقتباس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ قادیان کی مسجد اقصیٰ کا ذکر بھی قرآن شریف میں موجود ہے۔ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے قادیان کو ہی اسلام کی اشاعت کا مرکز مقرر فرمایا ہے گو عارضی طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام داغ ہجرت کے ماتحت ہمیں ہجرت کرنی پڑی ہے۔ مگر ساتھ ہی ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد والی آیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے الہاماً نازل فرما دی ہے جس کے اندر واضح طور پر جماعت احمدیہ کے ساتھ وعدہ ہے کہ قادیان جس کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں اشاعت اسلام کا مرکز مقرر فرمایا ہے دوبارہ جماعت احمدیہ کو انشاء اللہ واپس ملے گا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام الہامات معہ ترجمہ درج ذیل ہیں۔

ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد۔ انی مع الافواج آتیک بغتۃ یاتیک نصرتی۔ انی انا الرحمان ذوالمجد والعلی۔ ترجمہ یعنی وہ قادر خدا ہے جس نے تیرے پر قرآن فرض کیا۔ پھر تجھے واپس لائیگا۔ یعنی انجام بخیر و عافیت ہو گا۔ میں اپنی فوجوں سمیت (جو ملائکہ ہیں) ایک ناگہانی طور پر تیرے پاس آؤنگا۔ میں رحمت کرنے والا ہوں۔ میں ہی ہوں جو بزرگی اور بلندی سے مخصوص ہوں۔ یعنی میرا ہی بول بالا رہے گا۔

پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا:۔
مخالفوں میں پھوٹ اور ایک شخص متنافس کی ذلت اور اہانت اور ملامت خلق۔ وفیہ شیئ۔ یعنی اس میں کچھ چیز ہوگی جئت آیاتی لواء فتح یعنی فتح کا جھنڈا۔ پھر بعد اس کے الہام ہوا۔ انما امرنا اذا اردنا شیئاً ان نقول لہ کن فیکون۔ یعنی ہمارے امور کے لئے ہمارا ایسا ہی قانون ہے۔ کہ جب ہم کسی چیز کا ہو جانا چاہتے ہیں۔ تو ہم کہتے ہیں کہ ہو جا۔ پس وہ ہو جاتی ہے۔
(تریاق القلوب صفحہ ۹۱)

پھر ٹائیٹل کتاب البریہ میں حضرت مسیح موعود نے اس الہام کو دوبارہ لکھا ہے۔ اور اس جگہ ترجمہ میں یہ خصوصیت ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے وضاحت کے ساتھ الی معاد کا ترجمہ "پھر تجھے قادیان میں واپس لائے گا" فرمایا ہے۔ چنانچہ الہامات اس ترتیب سے ہیں۔ قد ابتلی المومنون۔ ماھذا الا تھدید الحکام۔ ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد۔ انی مع الافواج آتیک بغتۃ یاتیک نصرتی وانی انا الرحمٰن۔ ذوالمجد والعلی۔ مخالفوں میں پھوٹ ...... اور ایک شخص متنافس کی ذلت اور اہانت اور ملامت خلق ابراء بے قصور ٹھہرانا۔ جئت آیاتی۔ یعنی تجھ پر اور تیرے ساتھ کے لوگوں پر مواخذہ حکام کا ابتلاء آئے گا وہ ابتلاء صرف تہدید ہو گا۔ اس سے زیادہ نہیں وہ خدا جس نے فرض قرآن تیرے سپرد کی ہے پھر تجھے قادیان میں واپس لائے گا میں اپنے فرشتوں کے ساتھ ناگہانی طور پر تیری مدد کروں گا۔ تیری مدد تجھے پہنچے گی۔ میں ذوالجلال اور بلند نشان والا رحمان ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے ان الہامات کے مطابق ہمیں یقین ہے۔ کہ قادیان ہمیں ضرور واپس ملے گا۔ اور دنیا ایک بار پھر وہی نظارہ دیکھیگی جو حضرت مسیح موعودؑ نے اشعار میں بیان فرمایا ہے کہ

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے
ظہور عون نصرت دمبدم ہے
حسد سے دشمنوں کی پشت خم ہے
میں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کو اس طرف کی ذرا بھی خبر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا
اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

اب تمام احباب سلسلہ سے استدعا ہے کہ جماعت احمدیہ کی ساری ترقی دعاؤں کے ذریعہ ہے۔ اس لئے ہر احمدی چھوٹا۔ بڑا۔ مرد و زن کو تیر سحر سے کام لیتے ہوئے اس وقت تک دعائیں جاری رکھنی چاہئیں۔ جب تک اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارا مقدس مرکز۔ مرکز اشاعت اسلام واپس کر دے۔ اللھم آمین

"دنیا کی سب سے کم عمر قوم" کو خراج عقیدت

(حسب ذیل پر از معلومات مضمون بعنوان "دنیا کی سب سے کم عمر قوم" نیوزی لینڈ کے جریدہ "ڈومنین" یکم ستمبر ۱۹۴۹ء میں شائع ہوا ہے)

پاکستان کی آزاد مملکت ۳۰ ستمبر ۱۹۴۷ء کو ادارہ اقوام متحدہ میں شامل ہوئی۔ افتتاح کے موقعہ پر ممتاز ملکوں کے نمائندوں نے جو تقریریں کیں۔ ان سے ان بین الاقوامی ہمدردی کا پتہ چلتا ہے۔ جو پاکستان پہلے ہی حاصل کر چکا تھا۔ پاکستان اس وقت سے برطانوی سلطنت کا ایک گرانقدر رکن بن گیا ہے۔

یہ ایک قدیم سرزمین ہے۔ جہاں آثار قدیم کے ماہروں نے تین ہزار سال پرانی ترقی یافتہ اور زندہ ثقافت کا پتہ چلایا ہے۔ مغربی پاکستان جس علاقہ پر مشتمل ہے۔ وہ جزیرہ نما ہند میں قدیم آریاؤں کا پہلا وطن تھا۔ اس علاقہ نے سکندر کی مقدونیہ کی فوجوں کو آتے جاتے دیکھا ہے۔ عرب۔ ایرانی ترک اور افغان اپنے عروج کے زمانہ میں یہاں آکر آباد ہوئے۔ اس سرزمین میں یکے بعد دیگرے تہذیبیں پھلتی پھولتی اور رفتار زمانہ کے ساتھ ختم ہوتی رہیں پاکستان کو ان تہذیبوں سے ایک بیش قیمت میراث حاصل ہوئی ہے۔ یہ سرزمین قدرتی ذرائع سے مالا مال ہے۔ اور یہاں ایک ایسی قوم آباد ہے جس کی کامیابیاں تاریخ عالم کے صفحات میں ایک نمایاں درجہ رکھتی ہیں۔ آج کل یہ قوم اس نوزائیدہ مملکت کی تعمیر میں مصروف ہے۔ اور ایک نئے مستقبل کی بنیاد ڈال رہی ہے۔

پاکستان کے پہلے گورنر جنرل مسٹر محمد علی جناح مرحوم نے اپنا یہ عظیم کام ستر برس کی عمر میں شروع کیا۔ ان کے لئے دولت مشترکہ کی مملکت کا قیام ایک نظریہ کی تکمیل تھی۔ مسٹر جناح مرحوم ابتدا ہی سے عام آدمیوں سے بلند و برتر تھے۔ لڑکپن میں انہوں نے تقریباً مافوق الانسان جذبہ اور استقلال کے ساتھ اس درجہ پر پہنچنے کی کوشش شروع کر دی تھی۔ جہاں انہیں قانون دان کی حیثیت سے زبردست شہرت اور وقار حاصل ہوا۔

بمبئی یونیورسٹی سے میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد انہوں نے لندن میں بیرسٹری کی تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ بیس سال کی عمر میں وہ مکمل حیثیت سے ایک بیرسٹر ہو گئے۔ اور اپنی فرصت کی اوقات میں انہوں نے برطانی پارلیمانی نظام کا مطالعہ شروع کر دیا۔ ۱۹۳۰ء یا ۱۹۳۴ء میں انہوں نے انگلستان کی پریوی کونسل میں وکالت کی۔ اس کے بعد ہندوستان کی مرکزی مجلس قانون ساز کے مسلسل ممبر رہے۔ قیام پاکستان کے ایک سال کے بعد وفاقی دارالحکومت کراچی میں جوان کی جائے پیدائش تھی۔ پوری قوم پر اس عظیم المرتبت شخص کے انتقال پر ملال سے غم و افسوس کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔

تقسیم کے دوران میں بیس لاکھ سے زیادہ افراد کو موت کی نیند سلا یا گیا۔ عوام کو جن مظالم اور بربریت سے دوچار ہونا پڑا۔ ان کو کبھی الفاظ میں ادا نہیں کیا جا سکے گا آج پاکستان لاکھوں مہاجرین کے مسئلہ سے دوچار ہے۔

آخر وہ کس قسم کے لوگ تھے۔ جنہوں نے اپنا وطن قائم کرنے اور آزاد ہونے کے لئے اتنے مصائب برداشت کئے۔ اور ان کے کیا اعتقادات اور نظریئے ہیں؟ اس کا جواب صرف یہ ہے کہ وہ ہماری آپ کی طرح انسان ہیں۔ ان کی خواہشات کا عکس ہمیں خود اپنے قلوب میں نظر آ سکتا ہے ان کی رگوں میں جمہوریت کا جذبہ سرایت کئے ہوئے ہے۔ اسلامی زاویہ نظر سے جمہوریت کا لفظ زندگی کے ہر شعبہ میں طبقاتی مساوات۔ عمرانی انصاف آزادی ورواداری پر حاوی ہے۔ یہ لوگ سب سے زیادہ امن عالم کے خواہاں ہیں۔ اور مجموعی حیثیت سے انسان کی آزادی میں نمایاں حصہ لینا چاہتے ہیں۔

ہمارے مذہبی عقائد سے پیدا ہونے والے مقاصد بھی وہی ہیں۔ اور ہمارے بھی ان کے عقائد سے ملتے جلتے ہیں۔ پاکستان کو بدنام کرنے والے

تہمت لگاتے ہیں۔ کہ مملکت پر مولویوں کی حکومت ہے۔ اور یہ الزام حقیقت سے بہت دور ہے۔ پاکستان کسی مولوی طبقہ کو تسلیم نہیں کرتا ہے۔ اس لئے دینی حکومت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ شادی ہی کی مثال لے لیجئے۔ یہ ایک ضابطہ شہری ہے۔ جس میں نہ کسی مولوی کی ضرورت ہے اور نہ کسی مذہبی رسم کی حاجت۔ اسلام سادگی کا مذہب ہے ہر مسلمان کا ایمان ہے۔ کہ کائنات خدا کی ہے اور خود وہ خدا کا اطاعت گذار ہے۔ اور اسی کے سامنے وہ اپنے اعمال کا جواب دہ ہے۔

پاکستان اصل میں زراعتی ملک ہے۔ وہ دنیا میں پٹسن کا سب سے زیادہ پیدا کرنے والا خطہ۔ کپاس چمڑا۔ اون۔ گنا اور تمباکو۔ پاکستان کی خاص پیداوار ہیں صنعتی لحاظ سے پاکستان ابھی کمزور ہے۔ اب پاکستان کے رہنماؤں کے سامنے سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ ان پیداواروں کو ترقی دی جائے۔ اور ایک صنعتی پروگرام کے تحت جس کی بنیاد ملک میں پیدا ہونے والی خام اشیاء پر ہو۔ ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جائے۔ کپاس۔ کپڑے۔ کاغذ۔ شکر صابن اور چمڑے کی صنعتوں کے لئے جو پاکستان میں قائم کی جا رہی ہیں۔ بجلی کی قوت فراہم کرنے کے لئے برقابی منصوبوں کو وسعت دینے میں پاکستان نے ذرا بھی دیر نہیں کی۔ دوسرے ممالک سے تجارت تیزی سے ترقی کر رہی ہے۔

جنیوا میں حال ہی میں منعقد ہونے والی بین الاقوامی عمال کانفرنس میں پاکستانی وفد کے قائد آنریبل ڈاکٹر اے۔ ایم۔ ملک نے ان کوششوں کا تذکرہ کیا جو پاکستان نے اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے کی ہیں۔ اور کہا:۔

"ہم فطرت کی قوتوں کو ہر ممکن حد تک انسان کی بہبودی کی خاطر بروئے کار لا کر وسیع پیمانہ پر لوگوں کا معیار زندگی بلند کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے لئے نفع بخش روزگار حاصل کیا جائے۔ ان کی ضروریات پوری کرنے کی ضمانت۔ ترقی کے مساوی مواقع کی فراہمی مزدور کے اقتدار کی ضمانت۔ اور دولت کی تقسیم زیادہ مساوی کی جائے۔ میری حکومت نے اپنی پالیسی کو تشکیل دینے میں دوسرے ممالک کے تجربہ سے پورا فائدہ اٹھایا ہے اور ہمیشہ یہ ملحوظ رکھا گیا ہے۔ کہ ان خرابیوں سے بچا جا سکے جو دوسری جگہوں میں صنعتی ترقی کے ساتھ رونما ہوئیں ہمارا اس پر اعتماد ہے۔ کہ صنعت اور زراعت کو ساتھ ساتھ بڑھنا اور ترقی کرنا چاہیئے۔

حکومت سے مشورہ کرنے کے لئے عمال کے مشاورتی بورڈ قائم کئے گئے ہیں۔ کیونکہ پیداوار میں اضافہ کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ عمال کو مطمئن رکھا جائے۔ تجویز ہے کہ کم از کم اجرت کے متعلق ایک ایکٹ اور ٹریڈ یونینوں کی تسلیم کے متعلق ایک ایکٹ جاری کیا جائے۔ اور قومی بیمہ کی ایک وسیع اسکیم کے تحت مزدوروں کی صحت کی نگہداشت کی جائے۔ زراعتی مزدوروں کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا ہے کیونکہ یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ پاکستان کی زندگی کا دارومدار زراعت پر ہی ہے۔ اس لئے دیہی علاقوں کی زندگی اور کام کے حالات کو بہتر بنانے کی تدبیریں کی جا رہی ہیں۔ آہستہ آہستہ دوسرے ملکوں کو نمائندے بھیجے جا رہے ہیں۔ آسٹریلیا میں ایک تجارتی کمیشن قائم کیا گیا ہے تاکہ ان دونوں نوزائیدہ قوموں کے افراد جنہیں دو عالمگیر جنگوں میں ایک دوسرے سے سرسری تعارف حاصل ہو چکا ہے۔ اب امن کے زمانہ میں ایک دوسرے سے اور زیادہ قریب ہو جائیں۔ ۱۹۴۷ء میں وکٹوریہ کے مقام پر جو عالمی جمہوری ہوئی تھی۔ اس میں پاکستان کے اسکاؤٹوں کی جو جماعت شریک ہوئی تھی۔ وہ جملہ اقوام کے سکاؤٹوں میں ہر دلعزیز ثابت ہوئی۔

ثقافت کے میدان میں پاکستان نے آرٹ فلسفہ ادب اور فن تعمیر کی خدمت کی ہے۔ لندن میں سینٹ پال کے گرجا میں اسلامی فن تعمیر کے چند بہترین نمونے ملتے ہیں۔ آرٹ اور مصوری کے میدان میں مسلمانوں نے اسلام کے وجدان سے اپنی روایات کو ترقی دی ہے پاکستان کی نوزائیدہ مملکت کے نوجوان ماہرین آرٹ اور ادیبوں نے بہت سے مغربی ممالک میں بڑی داد پائی ہے۔ پاکستان و ہند کے پورے برصغیر میں موسیقی کے فن میں مسلمانوں کی استادی ساز کے اور آواز کے دونوں شعبوں میں مسلم ہے۔ وہ تاریخی دروازے جن کے ذریعہ حملہ آور اور اس برصغیر میں داخل ہوئے۔ اب مشرقی اور مغربی پاکستان کی پاسبانی میں ہیں۔ عام خطرہ کی صورت میں یہ ذمہ داری پاکستان کے لئے بہت زبردست ہے۔ لیکن سلطنت برطانیہ کی یہ نوزائیدہ قوم اپنے جوہر کا ثبوت دے چکی ہے۔

الفضل میں اشتہار دینا کلید کامیابی ہے

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو وہ دفتر کو اطلاع کر دے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

وصیت نمبر ۱۱۳۱۵ میں محمد سعد ولد محمد شفیع صاحب عمر ۲۵ سال ساکن شیخوپورہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۸/۴۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ ماہوار آمد -/۴۰ چالیس روپیہ ہے۔ میں تاز یست اپنی اس ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو کرتا رہوں گا۔ نیز میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائیداد ہو گی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہو گی۔ العبد:۔ محمد سعد گواہ شد:۔ حکیم مرغوب اللہ صاحب گواہ شد:۔ خاکسار ولایت شاہ انسپکٹر وصایا۔

وصیت نمبر ۹۷۲۶ میں محمد حنیف ولد بابو اللہ بخش صاحب قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۶ ۱/۲ سال ڈکن گوجرانوالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۹/۴۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری کوئی جائداد نہیں۔ میری ماہوار آمدن -/۴/۹۶ ہے۔ میں اپنی ماہوار آمدن کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ کرتا رہوں گا میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائداد ہو گی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہو گی۔ العبد:۔ محمد حنیف معرفت خدا بخش صاحب درزی راولپنڈی۔ گواہ شد:۔ وخان صاحب میاں محمد یوسف صاحب سول سپلائی آفیسر R. Pindi گواہ شد:۔ سعد الدین بقلم خود۔

وصیت نمبر ۱۱۵۴۷ میں عبد الرشید خان ولد بابو عبد الحمید صاحب عمر ۲۰ سال ساکن جودھامل بلڈنگ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۱۱/۴۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری کوئی جائداد نہیں صرف ماہوار آمدن ہے۔ جو -/۸۴ روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میری جو جائداد بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہو گی۔ العبد:۔ عبد الرشید خان رائل پاکستان ایئر فورس ڈرگ روڈ۔ کراچی۔ T. T. S گواہ شد:۔ فضل دین احمد صاحب گواہ شد نواب الدین سنٹرل آرڈیننس ڈپو۔ ڈرگ روڈ۔ کراچی۔

وصیت نمبر ۱۱۹۳۵ میں بشیر احمد ولد محمد علی صاحب ساکن چک ۹۶ گ ب ڈاکخانہ چک ۹۶ ضلع لائل پور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۸/۴۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائداد نہیں ہے۔ میں گورنمنٹ کا ملازم ہوں۔ انشاء اللہ اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہوں گا۔ میری آمد اندازاً -/۴۰۰ روپیہ سالانہ ہے۔ میری تمام جائداد ہندوستان میں رہ گئی ہے۔ اس کے واپس ملنے پر یا کوئی نئی جائداد پیدا کروں۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا ہوں میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائداد ثابت ہو گی۔ جس کی میں وصیت کے عرصہ میں ادائیگی نہ کی ہوئی ہو گی اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔ میں انشاء اللہ اپنی آمدنی کی کمی و بیشی کی اطلاع مجلس کار پرداز کو کرتا رہوں گا۔ العبد:۔ بقلم خود بشیر احمد۔ گواہ شد نبی بخش سکرٹری امور عامہ۔ گواہ شد:۔ عبد الکریم احمدی۔

وصیت نمبر ۱۱۹۳۵ میں نائک مبارک احمد ولد چوہدری کرم دین صاحب ساکن چکوال ضلع جہلم بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ ماشاء اللہ میرے والد صاحب زندہ ہیں۔ اس لئے تمام جائداد کے وہ خود مالک ہیں۔ میں اپنی ماہوار تنخواہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں جو میں انشاء اللہ ماہ بماہ ادا کرتا رہونگا اس وقت میری ماہوار آمد -/۷۲ روپیہ ہے نیز جو جائداد میری آئندہ ہو گی نیز متروکہ ہو گا اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہو گی۔ العبد:۔ مبارک احمد ولد کرم دین برخوردار محلہ آدان چکوال۔ گواہ شد:۔ صوبیدار عبد الحق حال کوئٹہ۔ گواہ شد:۔ چوہدری عنایت اللہ صاحب وڈ انفنٹری سکول کوئٹہ۔

وصیت نمبر ۱۱۹۳۷ میں احمد دین ولد میاں کھیوا صاحب ساکن کوٹ شاہ عالم خان ڈاکخانہ پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱/۴/۴۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ مزدوری پر گذارہ ہے۔ میں اپنی ماہوار آمدن کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر میرے مرنے کے بعد میری کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک انجمن احمدیہ ہو گی۔ العبد:۔ میاں احمد دین۔ گواہ شد:۔ میاں محمد صدیق سکنہ کوٹ شاہ عالم خان ضلع گوجرانوالہ۔ گواہ شد:۔ عطاء اللہ دیہاتی مبلغ پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ

اعلان نکاح

چوہدری محمد خان ولد چوہدری خوشی محمد صاحب چک ۵۵ جنوبی ضلع سرگودھا کا نکاح امۃ الرشید صاحبہ بنت چوہدری عالم دین صاحب بعوض مبلغ پانصد روپیہ حق مہر ۲۰ اکتوبر ۱۹۴۹ء کو ہوا۔ خطبہ نکاح میاں فضل کریم صاحب پراچہ صدر جماعت احمدیہ بھلوال نے پڑھایا۔ عبد الرزاق صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ بھلوال سرگودھا

راشن بندی لاہور

قیمت اور وزن راشن شدہ اشیاء بحساب ہفتہ وار یونٹ بابت ماہ نومبر ۱۹۴۹ء

نمبر	وزن اجناس غیر روٹی			قیمت گیہوں فی من روپے آنے پائی ۱۲—۲—۶			قیمت آٹا فی من روپے آنے پائی ۱۴—۱۵—۰			قیمت چاول قسم اول فی من روپے آنے پائی ۲۷—۸—۶			قیمت چاول قسم دوم فی من روپے آنے پائی ۱۹—۵—۶			وزن چینی			قیمت چینی فی من روپے آنے پائی ۴۱—۰—۹		
	من	سیر	چھٹانک	روپے	آنے	پائی	روپے	آنے	پائی	روپے	آنے	پائی	روپے	آنے	پائی	من	سیر	چھٹانک	روپے	آنے	پائی
۱	۰	۱	۱۲	۰	۸	۹	۰	۹	۳	۱	۳	۶	۰	۱۳	۹	۰	۰	۴	۰	۴	۳
۲	۰	۳	۸	۱	۱	۳	۱	۲	۳	۲	۶	۹	۱	۱۱	۳	۰	۰	۸	۰	۸	۳
۳	۰	۵	۴	۱	۹	۹	۱	۱۱	۶	۳	۱۰	۰	۲	۸	۹	۰	۰	۱۲	۰	۱۲	۶
۴	۰	۷	۰	۲	۲	۳	۲	۴	۳	۴	۱۳	۳	۳	۶	۳	۰	۱	۰	۱	۰	۶
۵	۰	۸	۱۲	۲	۱۰	۹	۲	۱۳	۶	۶	۰	۶	۴	۳	۹	۰	۱	۴	۱	۴	۹
۶	۰	۱۰	۸	۳	۳	۳	۳	۹	۶	۷	۳	۹	۵	۱	۳	۰	۱	۸	۱	۸	۹
۷	۰	۱۲	۴	۳	۱۱	۹	۳	۱۵	۶	۸	۷	۰	۵	۱۴	۹	۰	۱	۱۲	۱	۱۲	۹
۸	۰	۱۴	۰	۴	۴	۳	۴	۸	۶	۹	۱۰	۳	۶	۱۲	۶	۰	۲	۰	۲	۱	۰
۹	۰	۱۵	۱۲	۴	۱۲	۹	۵	۱	۹	۱۰	۱۳	۶	۷	۱۰	۰	۰	۲	۴	۲	۵	۰
۱۰	۰	۱۷	۸	۵	۵	۳	۵	۱۰	۹	۱۲	۰	۹	۸	۷	۶	۰	۲	۸	۲	۹	۳
۱۱	۰	۱۹	۴	۵	۱۳	۹	۶	۳	۹	۱۳	۴	۰	۹	۵	۰	۰	۲	۱۲	۲	۱۳	۳
۱۲	۰	۲۱	۰	۶	۶	۳	۶	۱۲	۹	۱۴	۷	۶	۱۰	۲	۶	۰	۳	۰	۳	۱	۳
۱۳	۰	۲۲	۱۲	۶	۱۴	۹	۷	۵	۹	۱۵	۱۰	۹	۱۱	۰	۰	۰	۳	۴	۳	۵	۶
۱۴	۰	۲۴	۸	۷	۷	۳	۷	۱۵	۰	۱۶	۱۴	۰	۱۱	۱۳	۹	۰	۳	۸	۳	۹	۶
۱۵	۰	۲۶	۴	۸	۰	۰	۸	۸	۰	۱۸	۱	۳	۱۲	۱۱	۳	۰	۳	۱۲	۳	۱۳	۹
۱۶	۰	۲۸	۰	۸	۸	۳	۹	۱	۰	۱۹	۴	۶	۱۳	۸	۹	۰	۴	۰	۴	۱	۹
۱۷	۰	۲۹	۱۲	۹	۰	۹	۹	۱۰	۰	۲۰	۷	۹	۱۴	۶	۳	۰	۴	۴	۴	۶	۰
۱۸	۰	۳۱	۸	۹	۹	۳	۱۰	۳	۳	۲۱	۱۱	۰	۱۵	۳	۹	۰	۴	۸	۴	۱۰	۰
۱۹	۰	۳۳	۴	۱۰	۱	۹	۱۰	۱۲	۳	۲۲	۱۴	۳	۱۶	۱	۳	۰	۴	۱۲	۴	۱۴	۰
۲۰	۰	۳۵	۰	۱۰	۱۰	۳	۱۱	۵	۳	۲۴	۱	۶	۱۶	۱۵	۰	۰	۵	۰	۵	۲	۳

نوٹ:- عوام اوزان و قیمت جدول کے مطابق ڈپو ہولڈر سے چھپے ہوئے فارم پر رسید طلب کر سکتے ہیں۔ خریدار کی طلب پر رسید نہ دینا جرم ہے جس کی فوری اطلاع محکمہ راشن بندی کو دینی چاہیئے